ڈاکٹر جمال الدین الرمادی

شیخ رفاعہ طہطاوی

شروع انیسویں صدی کے ایک مصری ازہری عالم جنھوں نے پیرس میں تعلیم حاصل کی

مصر جدید کے بانی خدیو محمد علی پاشا (۱۷۶۹ء - ۱۸۴۹ء) گو خود اَن پڑھ تھے اور مصر میں اُن کی زندگی کا آغاز ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے ہوا تھا، جسے دولتِ عثمانیہ کی طرف سے فرانسیسیوں کے خلاف البانیہ سے بھیجا گیا تھا، لیکن برسرِ اقتدار آنے کے بعد انھوں نے مصر میں مغربی علوم و فنون کی نشر و اشاعت کی ابتدا کی۔ محمد علی پاشا نے جامعہ ازہر کے فارغ التحصیل طلبہ کو پیرس بھیجا جنھوں نے وہاں فرانسیسی زبان اور فرانسیسی علوم پڑھے۔ اور واپس آکر فرانسیسی کتابوں کے عربی میں ترجمے کیے۔ اس طرح جدید مصر کی طرح پڑی۔ محمد علی پاشا نے مصر میں نئے طرز کا میڈیکل اسکول اور ہسپتال قائم کیا۔ اسلحہ سازی کے کارخانے بنائے۔ فرانسیسی ماہروں اور اہلِ علم کو مصر بلایا اور اُن سے ملک کے نظم و نسق اور فوجوں کو نئے طریقوں پر منظم کرنے میں مدد لی۔

ممتاز ازہری عالم شیخ رفاعہ طہطاوی ان اہلِ علم میں سے تھے جنھیں محمد علی پاشا نے حصولِ علم کے لیے پیرس بھیجا تھا۔ (مدیر)

شیخ رفاعہ طہطاوی اُن مصری علما میں سے ہیں جن کا نام انیسویں صدی میں بڑا مشہور ہوا۔ انھیں یورپ میں تحصیل علم کے لیے بھیجا گیا تھا۔ عربوں کی ثقافتی زندگی کی ترقی اور عرب ممالک کی فکری بیداری میں اُن کا بڑا حصّہ ہے۔

شیخ رفاعہ شمالی مصر کے علاقہ صعید کے طہطا گاؤں میں پیدا ہوئے۔ صعید کے مختلف شہروں میں گھوم کر انھوں نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر وہ قاہرہ آگئے اور جامعہ ازہر میں داخلہ لیا، اور اس کے مشائخ کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا۔ انھوں نے شیخ فضالی سے صحیح بخاری پڑھی، اصول فقہ کی کتاب "جمع الجوامع" شیخ حسن القویسنی سے جو بعد میں شیخ الازہر بنے پڑھی۔ اسی طرح دوسرے فنون کی کتابیں متعدد

علمائے ازہر سے پڑھیں - جامعہ ازہر میں رفاعہ نے کوئی آٹھ سال طلب علم میں گزارے - جب وہ ازہر سے فارغ التحصیل ہوئے تو وہیں پڑھانے لگ گئے - اس دوران میں جب وہ اپنے گاؤں جاتے تو وہاں طالب علموں کو درس دیتے - شیخ رفاعہ بڑے فصیح البیان تھے - اسی عہد کے ایک عالم صالح مجدی ان کے بارے میں لکھتے ہیں : " وہ بڑے فصیح البیان تھے اور اُن کی طرزِ ادا بڑی دل کش تھی - جو بھی اُن کے درس میں جاتا ، فائدہ اُٹھاتا - انھوں نے ازہر میں بہت سی کتابوں کا درس دیا - حدیث کے علاوہ منطق بیان ، بدیع ، عروض اور دوسرے فنون بھی انھوں نے پڑھائے - اُن کے درس میں طالب علموں کی بھیڑ رہتی تھی ، اور جو بھی اس میں حاضر ہوتا ، خوب استفادہ کرتا - چونکہ اُن کا پڑھانے کا انداز بڑا اچھا تھا اور وہ مطالب کی وضاحت خوب کرتے تھے ، اس لیے چھوٹے بڑے بغیر کسی مشکل کے اُن کے درسوں سے فائدہ اٹھا سکتے تھے "۔

۱۲۴۰ھ (۱۸۲۴ء) میں شیخ رفاعہ کو فوج میں امام و واعظ مقرر کیا گیا - اس کے بعد وہ طالب علموں کی اس جماعت کے امام بنا کر فرانس بھیجے گئے ، جو حصولِ تعلیم کے لیے وہاں گئی تھی - فوج میں رہنے سے شیخ رفاعہ کو بڑا فائدہ پہنچا - انھوں نے فوجی زندگی سے باقاعدگی - نظام کی پابندی محنت مشقت اور عزم و صبر کی عادت سیکھی - چنانچہ ان چیزوں سے انھیں اپنی علمی زندگی میں بڑی مدد ملی -

مصری طالب علموں کی وہ جماعت جو حصول علم کے لیے فرانس گئی تھی ، ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۶ء) میں ایک فرانسیسی جنگی بحری جہاز سے روانہ ہوئی - ۳۳ دن میں اُن کا جہاز اسکندریہ سے مارسیلز پہنچا - مارسیلز سے یہ لوگ پیرس گئے - شیخ رفاعہ ان دنوں کے حالات اپنی کتاب "تخلیص الابریز" میں یوں لکھتے ہیں : - "جب ہم پیرس پہنچے تو ہم سب ایک مکان میں رہے ، اور ہم نے پڑھائی شروع کر دی - اس سلسلے میں ہمارا لائحہ عمل یوں ترتیب دیا گیا - صبح ہم سب سے پہلے دو گھنٹے تاریخ پڑھتے تھے ناشتے کے بعد ہم فرانسیسی زبان کی لکھائی اور اس میں بات چیت کرنا سیکھتے - دوپہر کے بعد ڈرائنگ ہوتی - پھر ہم فرانسیسی کی گرامر پڑھتے - ہفتے میں ہمارے تین سبق حساب اور جیومیٹری کے ہونے - شروع شروع میں ہمارے فرانسیسی میں لکھنے کے روزانہ دو سبق ہوتے - بعد میں یہ ایک سبق روز کا ہو گیا - جب ہم فرانسیسی لکھنا سیکھ گئے تو فرانسیسی لکھنا سکھانے والا استاد رخصت کر دیا گیا - لیکن حساب ، جیومیٹری ، تاریخ اور جغرافیہ ہم اس وقت تک برابر پڑھتے رہے ، جب تک اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مراجعتِ وطن

مقدر نہ کی۔ ہم سب کوئی ایک سال ایک ہی مکان میں رہے۔ اور سب مل کر فرانسیسی زبان اور مذکورہ بالا فنون پڑھتے رہے۔ اس مدّت میں ہم نے فرانسیسی زبان کی گرامر میں خاصی مہارت حاصل کرلی۔ اس کے بعد ہمیں مختلف مکاتب میں بھیج دیا گیا۔ کسی مکتب میں ایک، کسی میں دو اور کسی میں تین۔ اور ہم فرانسیسی طلبہ کے ساتھ پڑھنے لگے۔ ہم میں سے بعض کسی ایک فرانسیسی استاد کے ساتھ ایک خاص مکان میں بھی رہے۔ جہاں ہم قیام و طعام و تعلیم کے مصارف ادا کرتے تھے۔"

شیخ رفاعہ طہطاوی نے اس دَور کی فرانس کی اجتماعی و علمی زندگی کی بڑی دل کش تصویر کھینچی ہے اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ جب فرانس میں کسی شخص کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ "عالم" ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ علومِ دین جانتا ہے، بلکہ "عالم" سے مراد دوسرے علوم میں سے کسی علم کے جاننے والے کے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد موصوف لکھتے ہیں: "چنانچہ ان علوم کے بارے میں ان عیسائیوں کا امتیاز دوسروں کے مقابلے میں بالکل واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ ان علوم میں سے بہت سے علوم سے ہمارا ملک بالکل خالی ہے۔ مصر میں قاہرہ کی جامعہ ازہر، شام کی جامعہ بنو اُمیہ، تیونس کی جامعہ زیتونہ، فاس (مراکش) کی جامعہ قرویین، بخارا کے مدارس اور اسی طرح کے دوسرے مدارس میں علوم نقلیہ اور کچھ علومِ عقلیہ جیسے کہ ادب عربی منطق اور اس طرح کے دوسرے علوم آلیہ (جو واسطہ ہیں۔ دوسرے علوم کے حصول کا) بڑا چرچا ہے، لیکن یہ علوم جو پیرس شہر میں ہیں اُن میں ہر روز ترقی ہوتی ہے۔ اور برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ کوئی سال نہیں گذرتا کہ وہ اس سلسلے میں کسی نئی چیز کا انکشاف نہ کریں، بلکہ اکثر تو وہ ایک ہی سال میں کئی کئی نئے فنون اور نئی صنعتوں کا انکشاف کر لیتے ہیں۔"

شیخ رفاعہ نے اپنی کتاب "تخلیص الابریز فی تلخیص باریز" میں شہر نور (پیرس) میں اپنی زندگی کی بڑی دلچسپ تصویریں کھینچی ہیں۔ اور اس طرح ہماری آنکھوں کے سامنے انیسویں صدی کے فرانس کی اجتماعی زندگی اپنی جیتی جاگتی شکل میں آجاتی ہے۔ پرلطف بات یہ ہے کہ شیخ رفاعہ نے اپنی کتاب میں پیرس کی سنجیدہ، غیر سنجیدہ علمی اور اس کی لہو ولعب کی زندگی کی رنگا رنگ تصویریں پیش کی ہیں۔ موصوف نے فرانسیسی تھیئٹر پر بھی لکھا ہے، اور تھیئٹر کے سٹیج پر جو ڈرامے کھیلے جاتے تھے، اور اُن میں جو عورتیں اور مرد کام کرتے ہیں، اُن کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ پیرس شہر

کے یہ ایکٹر اور ایکٹرسیں بڑی صاحبِ مرتبہ اور فصیح و بلیغ ہیں۔ اور اُن میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ اُن کی ادبی و شعری تصانیف ہیں۔ اگر تم ایک ایکٹر کو اپنے حفظ کردہ اشعار پڑھتے اور ڈراما کا پارٹ ادا کرتے وقت جو وہ سوال و جواب کرتا، اور ان باتوں میں جو وہ نکتے پیدا کرتا ہے، انھیں سنو تو تم دنگ رہ جاؤ۔ اسی سلسلے میں شیخ رفاعہ نے پیرس کے اخبارات اور اُن کی گوناگوں خصوصیات کا بھی نقشہ کھینچا ہے۔ اور یہ کہ کبھی یہ اخبار سچ کہنے کو ترجیح دیتے ہیں، اور کبھی جھوٹ اُن کا چلن ہوتا ہے، اُن میں سے بعض خاص اُمور کے لیے مخصوص ہیں۔ بعض کا موضوع طب ہے، اور بعض کا امورِ مملکت یعنی سیاسیات، اور بعض دوسرے اُمور سے بحث کرتے ہیں۔

بعد ازاں شیخ رفاعہ نے فرانسیسیوں کے اقتصادی امور پر بحث کی ہے، انھوں نے ان کے نظامِ اقتصادیات کی تعریف کی ہے اور مصریوں کے ہاں جو فضول خرچی اور اسراف کی عادت ہے، اس کی مذمت کی ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں: "مثال کے طور پر اُن کے وزیر کے پاس پندرہ سے زیادہ نوکر نہیں ہوں گے، اور جب وہ راستے میں چلتا ہے تو وہ اوروں کی طرح ہوتا ہے اور اس میں اور اُن میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کے گھر کے اندر اور باہر کم سے کم لوگ ہوں۔ اب تم پیرس اور مصر کا مقابلہ کرو۔ مصر میں ایک عسکری (سپاہی) کے پاس بھی متعدد نوکر ہوتے ہیں۔"

غرض شیخ رفاعہ طہطاوی کی کتاب "تخلیص الابریز فی تلخیص باریز" عبارت ہے پیرس شہر میں مصنف کی زندگی کی بولتی چالتی تصویروں سے۔

پیرس کے زمانۂ قیام میں شیخ رفاعہ نے چھوٹی بڑی کوئی بارہ کتابوں کا ترجمہ کیا۔ اُن کے نام یہ ہیں: (۱) کتاب اصول المعارف۔ (۲) کتاب دائرۃ العلوم فی اخلاق الامم و عاداتہا۔ (۳) مقدمہ جغرافیہ طبیعیۃ، (۴) اصول الحقوق الطبیعیۃ، جنھیں اہلِ مغرب اپنے احکام کی اصل مانتے ہیں۔ (۵) اسکندرِ اعظم کی تاریخ کا اختصار، جو تاریخ قدما سے کیا گیا، (۶) ۱۲۴۴ھ تک کی تقویم، اسے پروفیسر جویار نے مصر و شام کے لیے مرتب کیا تھا۔ اس میں بہت سی علمی و انتظامی باتیں تھیں۔ (۷) ملطبرون کی جغرافیہ کی کتاب کا ایک حصہ، (۸) علم الہیئت کا خلاصہ۔ (۹) قدیم اہلِ یونان کی دیومالا اور علم الاصنام کا خلاصہ، (۱۰) علم سیاستِ صحت کا خلاصہ، (۱۱) عظیم

سپہ سالاروں کے بعض کارنامے۔ (۱۲) علم ہندسہ پر لاجندر کی کتاب کے تین مقالے۔ اس کے علاوہ اسی زمانے میں شیخ رفاعہ نے فرانس کے دستور کا ترجمہ کیا۔ دولتِ عثمانیہ اور روس کے مابین ۱۸۲۸ء میں جو لڑائی ہوئی تھی، اس پر ایک سیاسی مقالہ لکھا۔ نیز موصوف نے تاریخ اور دوسرے علمی و سیاسی مسائل پر بہت سے مقالات لکھے۔

شیخ رفاعہ نے پیرس ہی کے قیام کے دوران ایک مصری شاعر کے اشعار کا جس نے فرانس کو اپنا وطن بنا لیا تھا، اور وہ فرانسیسی زبان میں شعر کہتا تھا، عربی میں ترجمہ کیا۔ موصوف نے اس ترجمے میں اس امر کا اعتراف کیا کہ اصل اشعار میں جو خوبی تھی، وہ اس ترجمے میں نہیں آسکی، اور اس کی مثال ایسی ہے کہ اعلیٰ پائے کے عربی قصائد کا جب یورپی زبانوں میں ترجمہ کیا جاتا ہے، تو اس ترجمے میں وہ حُسن نہیں ہوتا، جو اصل میں تھا۔ بلکہ بسا اوقات یہ ترجمہ بالکل پھیکا لگتا ہے۔

پیرس ہی میں شیخ رفاعہ یعنی اہلِ فرانس کی زبان میں "موسیو شیخ رفاعہ" کا امتحان لیا گیا، اور اس کے لیے ایک کمیٹی مقرر ہوئی جس نے اُن کے ترجمے بھی دیکھے اور اُن کا زبانی امتحان بھی لیا۔ اس کے بعد شیخ رفاعہ واپس وطن لوٹے۔ وہ پیرس میں پانچ سال رہے، محمد علی پاشا نے اُن کو مدرسہ طب میں مترجم کے عہدے پر مقرر کیا۔ یہ مدرسہ قاہرہ کے نواح میں ۱۲۴۲ھ میں قائم کیا گیا تھا۔ اس زمانے میں چونکہ مصر میں فرانسیسی زبان بلکہ دوسری یورپی زبانوں کے جاننے والے انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے، اس لیے شیخ رفاعہ نے اس عہدے پر رہ کر علمی و ثقافتی زندگی کے دائرہ کو کافی وسیع کیا، دو سال یہاں کام کرنے کے بعد انھیں مدرسہ طب سے توپ خانہ کے مدرسہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ وہاں بھی انھوں نے دو سال کام کیا۔ اسی اثنا میں مصر میں وبا پھیلی جس کی وجہ سے شیخ رفاعہ اپنے گاؤں چلے گئے، وہاں انھوں نے ساٹھ دن میں ملطبرن کے جغرافیہ کی کتاب کا پورا ترجمہ کیا۔ جب موصوف نے یہ ترجمہ محمد علی پاشا کی خدمت میں پیش کیا تو اُس نے انھیں گراں قدر انعام دیا۔

انھی دنوں قاہرہ میں مدرسۃ الالسنہ (زبانوں کا مدرسہ) قائم کیا گیا، پہلے تو شیخ رفاعہ اس میں مدرس مقرر ہوئے۔ پھر انھیں اس کا مدیر یعنی ڈائرکٹر بنا دیا گیا۔ بعد ازاں وہ شعبۂ ترجمہ (قلم الترجمہ) سے متعلق ہو گئے۔ اس شعبے کی طرف سے جو ترجمے کیے گئے، اُن کی تعداد دو ہزار بتائی جاتی ہے۔ ان ترجموں سے علمی و ثقافتی زندگی کو بڑا فروغ ملا۔ اس سلسلے میں شیخ رفاعہ کی زبردست کوششوں کا ذکر ان الفاظ میں

کیا گیا ہے: ۔"مدرسۃ الالسنہ اور اس میں سے جن طالب علموں کو شیخ رفاعہ نے کتابوں کے ترجموں کے لیے منتخب کیا، اُن کے بارے میں نیز خاص طور سے خود اپنی تصنیفات اور تراجم کے بارے میں شیخ موصوف کا طریقۂ کار یہ تھا ۔۔ وہ کام میں نہ دن دیکھتے تھے نہ رات۔ اکثر ایسا ہوتا کہ وہ عشا کے بعد یا رات کی آخری تہائی میں طالب علموں کو درس دینا شروع کرتے، اور تین یا چار گھنٹے مسلسل کھڑے درس دیتے رہتے، یہ درس لغت کے ہوتے۔ انتظامی فنون، شرائع اسلامی اور غیر ملکی قوانین کے بارے میں ہوتے۔ شروع شروع میں اُن کے مجامیع[1] مرتب ہوتے، جو چھپے نہیں اُن کا عالمی ادب پڑھانے کا طریقہ ایسا تھا کہ اُن سے پڑھ کر جو بھی نکلے وہ نظم و انشا میں مصر میں سب سے فائق تر ہوتے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ اُن کا ترجمہ و تالیف کا کام برابر جاری رہتا تھا۔

اس شعبۂ ترجمہ (قلم الترجمہ) نے یورپی زبانوں کی کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کرنے کے سلسلے میں مہتم بالشان کام کیا۔ اس کا انیسویں صدی کی فکری بیداری کو آگے بڑھانے میں بہت بڑا حصّہ ہے۔ اپنی اِن خدمات کی بنا پر شیخ رفاعہ کو برابر ترقی ملتی رہی ۔ چنانچہ ۱۲۶۲ھ میں انھیں "بے" کا اعزاز دیا گیا۔ اور شیخ رفاعہ سے وہ رفاعہ بے بن گئے۔ موصوف مدرسۃ الالسنہ کے جب تک کہ محمد علی کے جانشین عباس اوّل نے اسے بند نہیں کر دیا، برابر ڈائرکٹر رہے۔ اس کے بعد انھیں خرطوم (سوڈان) بھیج دیا گیا کہ وہاں ایک مصری مدرسہ کھولیں۔ اس مدرسہ میں حاکم سوڈان کی کوششوں کے باوجود چالیس طالب علم نہ ہو سکے۔ شیخ رفاعہ نے سوڈان میں تین سال گزارے۔ اس دوران انھوں نے مشہور فرانسیسی ناول "مغامرات تلیمات" کا عربی میں ترجمہ کیا۔ عباس کی موت کے بعد شیخ رفاعہ واپس مصر آ گئے۔ اور انھیں پہلے کلیہ حربیہ کا وکیل (سیکریٹری)، پھر اس کا ڈائرکٹر، بعد ازاں مدرسہ ہندسہ اور مدرسۃ عمارت (تعمیر) کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا۔ لیکن یہ مدارس جلد ہی بند ہو گئے، جس کی وجہ سے شیخ رفاعہ کو بے کار رہنا پڑا۔ جب اسمٰعیل پاشا برسرِ اقتدار آئے تو شیخ موصوف مجلس اعلیٰ کے رکن مقرر ہوئے۔ یہ مجلس ملک کی تعلیم کی نگرانی کرتی تھی۔ شیخ رفاعہ نے میدانِ صحافت میں بھی قابلِ ذکر کارنامے انجام دیے۔ اُن کے ذمے جریدہ "الوقائع" کو منظم کرنے کا کام کیا گیا۔ انھوں نے اس کے ادبی معیار کو بلند کرنے کے لیے ممتاز اہلِ قلم سے مدد لی، اس کے علاوہ ایک پندرہ روزہ رسالے کی نگرانی بھی ان کے سپرد کی گئی۔

---

[1] واحد مجموع، متفرق اشعار اور قصص پر مشتمل "بیاض"

ان سب کاموں کے ساتھ ساتھ انھوں نے اور میدانوں میں بھی اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ ان میں سے ایک تربیت و تعلیم کا میدان تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ علم النحو پڑھانے کی جو درسی کتابیں مدارس کے نصاب میں داخل ہیں، ان کا اسلوب بڑا پُرانا ہے اور وہ نئے زمانے کے لیے مفید نہیں چنانچہ موصوف نے اس موضوع پر نحو کی ایک کتاب لکھی جس سے طلبہ آسانی سے استفادہ کر سکتے تھے اس میں وہ گنجلکیں نہیں تھیں جو پُرانی طرز کی کتابوں میں ہوتی ہیں۔ شیخ رفاعہ نے عورتوں کی تعلیم کے متعلق بھی ایک کتاب لکھی جس کا نام "المرشد الامین للبنات والبنین" تھا۔ اس میں انھوں نے عورتوں کو تعلیم دینے کے مسئلے کا تفصیلی تجزیہ کیا۔ اور تاریخ سے مثالیں دیں اور نمونے پیش کیے۔ اس ضمن میں انھوں نے بعض مشہور عورتوں کے بکثرت حالات بیان کیے۔

اس کتاب کی ایک فصل میں شیخ رفاعہ نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ "تعلیم و تعلم اور کسب عرفان" میں بچوں کے ساتھ بچیوں کو بھی شریک کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں وہ لکھتے ہیں: بچوں اور بچیوں کو ایک ساتھ تعلیم دینے پر پوری ہمت صرف کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے خاندانی زندگی بہتر ہوگی۔ چنانچہ بچیاں پڑھنا لکھنا اور حساب وغیرہ سیکھیں گی، تو اس سے اُن کی ادبی استعداد اور عقل میں اضافہ ہوگا اور ان میں علوم و معارف کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ اس طرح وہ گفت گو اور بحث و رائے میں مردوں کے ساتھ شرکت کرنے کے قابل ہو جائیں گی اور اس سے معاشرہ میں اُن کا مرتبہ بلند ہو سکے گا اور کم عقلی اور دوسری بے کار باتیں جو اس وقت ان میں پائی جاتی ہیں، وہ ختم ہو جائیں گی۔

اس جذبے اور ولولے کے ساتھ شیخ رفاعہ طہطاوی عورتوں کو تعلیم دینے، انھیں جہالت کی زنجیروں سے آزاد کرنے اور علم و معرفت کی روشنی میں لانے کی برابر دعوت دیتے رہے۔ اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ جب مردوں کے حق میں بے کاری بڑی ہے تو عورتوں کے حق میں تو یہ اور بھی بڑی ہے، کیونکہ جب عورت کے پاس کرنے کے لیے کوئی کام نہ ہو، تو وہ سارا وقت اپنے ہمسایوں کے بارے میں باتیں کرتے گزارتی ہے کہ وہ کیا کھاتے ہیں۔ کیا پیتے ہیں، کیا پہنتے ہیں اور فرشوں پر کیا بچھاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ +

(ماخوذ از ماہنامہ "دعوۃ الحق" مراکش۔ یہ ماہنامہ مراکش کی وزارتِ اوقاف کی طرف سے شائع ہوتا ہے)